

محکم دلائل سے مزین

و شاح محمود

گھونگھٹ اٹھا کر منہ دیوار کی طرف کر کے کچھ کھاتی ہوناں
تو لوگوں کی تسخراڑاتی نظریں مجھے ہی برداشت کرنی پڑتی
ہیں۔ "سارہ نے حسب عادت بلا سوچے سمجھے جو منہ میں
آیا بول دیا۔

"ٹھیک ہے تم ادھر بیٹھو میں اکیلی ناشتہ کرتی ہوں۔"
ثانیہ لا پرواہی سے پاس پڑے بیچ کی طرف اشارہ کرتی
ہوئی بولی۔

"ارے نہیں ایسے کیسے تم اکیلی پیٹ پوجا کر آؤ اور
میں یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کروں واہ بھئی۔" سارہ کو جیسے
ہی احساس ہوا کہ کچھ غلط بول گئی ہے تو فوراً تلافی کی غرض
سے ملکہ پھلکے انداز میں بولی۔

"تمہیں سارا کوئی زبردستی نہیں ہے اگر میرے ساتھ
جانے پہ تمہیں شرمندگی ہوتی ہے تو تم پہ کوئی زبردستی نہیں
ہے، تم مت آیا کرو میرے ساتھ۔" ثانیہ سنجیدگی سے
بولی۔

"اوہ کم ان ثانیہ، تم میری اکلوتی سہیلی ہو، مذاق کر رہی

نیلچہ ختم ہوا تو وہ دونوں سکون کا سانس لیتی کلاس روم
سے باہر نکلی۔

"اف یار یہ سرصد لیتی تو بالکل ہی بور ہیں، اچھی
خاصی نیند پوری کر لیتی ہوں میں ان کے لیکچر میں۔" سارہ
نے تبصرہ کیا جو اب اثبات میں سر ہلاتی ثانیہ بھی مسکرائی۔

"چلو کیفے ٹیریا چلتے ہیں بہت بھوک لگی ہے۔ صبح بھی
صدیقی صاحب کے ڈر سے ناشتا کیے بغیر ہی یونی آ گئی
تھی۔" ثانیہ نے نقاب درست کرتے ہوئے کہا تو سارہ
بدکی۔

"تمہیں یار قسم سے بہت شرمندگی ہوتی ہے تمہارے
ساتھ کیفے ٹیریا میں جاتے ہوئے۔ جب تم اپنا یہ ٹینٹ نما

کر رہی تھی جب آہٹ پر چونک کر سیدی ہوئی۔ وہ دانیال تھا جو ابھی ابھی آفس سے واپس آیا تھا اور اس کے ہاتھ میں ٹائیڈ کی پسندیدہ آکس کریم تھی۔

”یہ لو لڑکی۔“ آکس کریم اس کی طرف بڑھتا ہوا وہ نرمی سے بولا کوئی اور وقت ہوتا تو وہ خوشی سے نہال ہو جاتی مگر اس وقت وہ بس چپ چاپ اسے دیکھتی رہی پھر آہستگی سے بولی۔

”مجھے نہیں کھانی۔“

”اے بیوی طبیعت تو ٹھیک ہے ناں تمہاری، تم آکس کریم کو منج کر رہی ہو؟“ دانیال حیران ہوا۔ وہ جو اب خاموش رہی تو دانیال کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا۔ وہ فوراً صوفے پر اس کے برابر بیٹھا کچھ لمبے غور سے اسے دیکھتا رہا پھر نرمی سے بولا۔

”کیا بات ہے ٹائی۔“ وہ اسے پیار سے ٹائی کہتا تھا اور اس کے اس طرح مخاطب کرنے پر ٹائی نہال ہو جاتی تھی۔

”میری یونیورسٹی کا ٹرپ جا رہا ہے اور میں اپنا نام لکھوا چکی ہوں۔“ ٹائی نے سنجیدگی سے اطلاع دی تو دانیال نے چونک کر اسے دیکھا۔

”تم نے خود ہی فیصلہ کر لیا، مجھ سے پوچھنا مجھے بتانا مناسب ہی نہیں سمجھا۔“ شکوہ کنال نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے دانیال نے شکوہ کیا۔

”جی۔۔۔۔۔ کیوں کہ میں بائیس سال کی ہو چکی ہوں، اتنی بڑی کہ اپنے سارے فیصلے خود کروں گی۔“ وہ اعتماد سے بولی اور اس کے انداز پر ناچاچتے ہوئے بھی دانیال مسکرا دیا۔

”ہاں بڑی تو ہو گئی ہو پر عقل کی اب بھی کمی ہے۔“ وہ مذاق سے بولا اور ان کے درمیان ایسے مذاق اکثر چلتے رہتے تھے مگر اب کے ٹائی نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

”آپ کو کیا لگتا ہے عقل صرف آپ میں ہے سارا آپ کے علاوہ سب بے ذوق ہیں کیا؟“ وہ بدتمیزی سے بولی۔

”مگر کیوں۔۔۔۔۔ ایسا کیا ہے جو کوئی لڑکی خوش نہیں رہ

سکتی اس کے ساتھ؟“ امی غصے سے بولی۔

”اے شوق ہے قاتلوں میں رعب جمانے کا، وہ چاہتا ہے کہ میں سانس بھی اس کی مرضی سے لوں، میری سب کلاس فیلو نے آج اتنا مذاق اڑایا میرا، وہ مجھے احساس نہ دلاتا تو مجھے تو بھی احساس ہی نہ دیتا کہ۔۔۔۔۔“

”یہ کن فضول لڑکیوں سے دوستی کی ہوئی ہے تم نے؟“ امی کا پارہ ہانی ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے اچھی خاصی سنائی دانیال بچ میں آیا۔

”جھا تو یہ مسئلہ ہے ورنہ میں بھی کہوں میری ٹائی ایسی تو کبھی بھی نہیں تھی۔“ وہ آہستگی سے بولا۔ لہجے میں ہزاروں شکوے تھے، ٹائی کے دل کو جیسے کسی نے زور سے مسلا کر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دانیال بولا۔

”تمہیں خلع لینے کی ضرورت نہیں ہے، میں خود وکیل سے بات کر کے تمہاری طلاق کے کاغذات بنوا ہوں۔“

کہہ کر وہ رکائیں تیزی سے وہاں سے چلا گیا مگر اس کی آنکھوں کی نمی ٹائی سے پوشیدہ نہیں رہی تھی، اس کے دل پر پڑا جو بڑھ گیا، یہ وہ کیا کرنے جا رہی تھی۔

اگلے دن اس کی طبیعت کچھ بوجھل سی تھی تو یونیورسٹی سے جھپٹی کر لی دوپہر کے قریب پھوپھو مٹھائی لے آئی تھی۔

”لو بھئی منہ میٹھا کرو سب، میں نے اپنے شایان کی بات کچی کر دی ہے۔“ اور ٹائی نے حیرت سے شایان کو دیکھا جو صوفے پر اطمینان سے براجمان تھا، اسے دیکھ کر کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ اس بار پریشان ہے۔

وہ کسی کا فون سننے باہر لان میں گیا تو ٹائی بھی اس کے پیچھا آئی۔

”آپ نے پھوپھو کو سارا کے بارے میں بتایا کیوں نہیں؟“ اس نے فوراً سوال کیا تو شایان نے چونک کر اسے دیکھا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ اچھا تو اس نے تمہیں بھی بتایا ہوا ہے سب۔“ وہ محفوظ ہوا، ٹائی کو اس کا انداز ایک آنکھ نہیں

بھلایا۔

”آپ فیس رے ہیں شایان بھائی، وہ بہت ہرٹ ہو گئی آپ کی منگنی کا سن کر۔“ ٹائی ایک بار پھر بولی۔

”ابھی نہیں بتاؤں گا اسے، اچھی لڑکی ہے، سال دو سال اور گزراؤں گا اس کے ساتھ پھر بتاؤں گا۔“ شایان نے رازداری سے کہا۔

”آ۔۔۔۔۔ آ۔۔۔۔۔ آپ ٹائم پاس کر رہے ہیں اس کے ساتھ؟“ ٹائی کا غصے سے برا حال ہوا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ تو تمہیں کیا لگا، میں ایسی لڑکی سے شادی کروں گا؟“ شایان نے ایسی پر زور دیتے ہوئے کہا۔

ٹائی کا صدمے سے برا حال تھا، وہ ان دونوں کے تعلق سے پچھلے تین سالوں سے واقف تھی اور سارا کی باتوں سے اسے ایک بار بھی اندازہ نہیں ہوا تھا کہ شایان اس کے ساتھ قلعہ نہیں ہے۔

”پاکل ہو تم قسم سے، اتنا پاکل سمجھا ہوا ہے مجھے جو اس سے شادی ہی کروں گا، پتا ہے کیا ہم مردوں کا ایک مسئلہ ہوتا ہے ہمیں وقت گزاری کے لیے تو جو بھی ملے گزرا کر لیتے ہیں لیکن شادی کے لیے ہمیں وہ عورت چاہیے ہوتی ہے جس کی سات سٹیلیں پاک صاف ہوں اور تمہاری دوست بہت آزاد خیال، ماڈرن لڑکی ہے، مجھے ایسی لڑکی سے شادی کر کے اپنی آنے والی نسل خراب نہیں کرنی۔“

شایان کی وضاحت پر اس کا پھوٹ پھوٹ کر رونے کو دل چاہا مگر وہ اس وقت اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی تو اگلے قدموں واپس مڑ گئی۔

پھر باقی کے فیصلے اس کے لیے خود بخود ہی آسان ہوتے چلے گئے۔ وہ وہاں سے سیدی دانیال کے کمرے میں آئی۔ دستک کے لیے ہاتھ اٹھایا تو اندر سے آئی آواز سن کر رک گئی۔

”کب تک تیار ہو جائیں گے یہ پیچہ ز۔“ وہ آنسوؤں میں ہیکلی دانیال کی آواز سنی اور ٹائی سمجھ گئی تھی کہ وہ کن پیچہ ز کی بات کر رہا تھا، ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر وہ

میرا عشق

سمیہ عثمان

شہزادی وردہ۔۔۔ گجرات

دیر آئے یا جانے مجھے لینا کیا اس سب سے
میرے اندر یادوں کی تحفہ سروسا میں ہیں

مریم ناز مغل۔۔۔ حضور

ہیں چاہ کر بھی اگلے خوشی تو مہر کا نہیں سکتا
تیرے کانٹے جیسے ہیں وجود میں اس طرح

عقشہ صدیقہ احمد زئی۔۔۔ اسلام آباد

بس یہی قیمتی شے تھی سو ضروری سمجھا
جلتے گھر سے تیری تصویر اٹھا لائے

زینب دلیر اعوان۔۔۔ کراچی

خدا کی کیا ہے یہی بچوں شاید
کہ کوئی اس جیسا نہیں ہے

نقصد ہے محبت کا کہے جا
کوئی اس کے سوا کچھ نہیں ہے

وقاص عمر۔۔۔ بنگلہ نو، حافظ آباد

ہونٹوں پہ اب بھی وہی سوال آرہا ہے
تم کب آؤ گی کہ نیا سال آرہا ہے

شہرین خان۔۔۔ گجرات

کیا بتاؤں کتنا مشکل ہے
جن کے لیے ان کے بغیر جینا

مریم رانی۔۔۔ ملتان

گہرائیوں میں روح کی سورج اگا کے دیکھ
اک تشنہ لب کو دھوپ میں پانی پلا کے دیکھ

آفرین خان۔۔۔ پتوکی

ہوں پرستوں کے آگے وفا کا نام نہ لو
نمک کے لوگ ہیں پانی سے خوف کھاتے ہیں

یعنی نور۔۔۔ لاہور

جب خاک نشین بھی نہ رہی ٹوٹ کے برسا پانی بھی
اس وقت کہیں تھی کالی گھٹا جب آگ دکھائی لوگوں نے

شبیم ضیاء۔۔۔ کھروڑ پکا

ریاگ زاموں میں میری گھر کے کھلتے ہیں کتوں
بہتے پانی پہ میرے نقش قدم ملتے ہیں

زینب مغل۔۔۔ خٹسکہ

جس کو دیکھوں وہ خدیا رہن گیا ہے یہاں
پانی مہنگا ہے یہاں خون بہت سستا ہے

مہرین آفتاب۔۔۔ ڈھرکی، سندھ

صحرا میں بھی عزم کا درس نہ چھوڑیے
پانی کی تلاش ہے تو پتھر چھوڑیے

فہمیدہ جاوید۔۔۔ ملتان

تیرے لیے کا وہ اثر ہوتے دیکھا
ہم نے لفظوں کو اصر ہوتے دیکھا

حسن یار کی تعریف میں اکثر
گوگوں کو سخن در ہوتے دیکھا

صبیا ایوب۔۔۔ اتک

کاش کوئی تو ایسا ہو
جو اندر سے باہر جیسا ہو

سمیہ ذوالفقار۔۔۔ گجرات

کی کی سی بھی کچھ رنگ دیوئے سخن میں
لب بہار سے نکلی ہوئی دعا تم ہو

ثمین احمد۔۔۔ کراچی

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو شہت
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں کیا رکھا ہے

نازیہ عابد۔۔۔ لاہور

نہیں ہوتے مگر تو ہوتے ہیں
کچھ تعلق عجیب ہوتے ہیں

نادیہ فراز۔۔۔ ڈگری

یادوں کی شال اوڑھ کر
کالی ہیں ہم نے یوں بھی دبیر کی سردیاں

کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔۔۔ تو دانیال نے تڑپ کر کہا

”کیا کر رہی ہو یار۔۔۔ پائل لڑکی مارنا کھالے کھالے“

”وہ جھکی سے بولا۔۔۔“

”دیکھو ثانیہ تم بیوی ہو میری اور میں بہت محبت کرتا

ہوں تم سے، تمہیں مجھ سے جتنے بھی ملے شکوے ہیں مجھ

سے کرو میں سنوں گا، جلدھر میں غلط ہوا خود کو مجھ بھی کروں

گا مگر جب تم ہمارے رشتے میں کسی تیسرے انسان کو لاؤ

گی، کسی کی باتیں سن کر مجھ سے بدگمان ہوگی تو یہ میں

برداشت نہیں کر سکتا، امید کرتا ہوں کہ یہ تمہاری اس قسم کی

پہلی اور آخری بے وقوفی ہوگی۔“ وہ نرمی سے بولا تو ثانیہ

نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

”میں آئندہ ایسی کوئی بے وقوفی نہیں کروں گی، آپ

کی ہر بات مانوں گی، کبھی بحث نہیں کروں گی، آپ جیسے

بولیں گے میں ویسے ہی۔۔۔“ وہ تیزی سے بول رہی تھی

جب مسکراتے ہوئے دانیال نے اسے ٹوکا۔

”بس بس۔۔۔ ایسے تو تمہارا نام گنیز بک آف ورلڈ

ریکارڈ میں آجائے گا۔ دنیا کی سب سے فرماں بردار بیوی

اور سائنسدان تم پر تجربے شروع کر دیں گے کہ فرماں



اندرا دل ہوئی اور دانیال نے ہاتھ سے رونے کی بجائے

دیکھ کر دانیال نے اپنی جھکی آنکھیں چھپانے کے

لیے رخ موڑ لیا تھا۔

”کیوں آئی ہو یہاں؟“ جلد ہی وہ خود کو کمپوز کر کے

اس سے مخاطب بولا۔

”مجھے۔۔۔ تم۔۔۔ طلاق۔۔۔ نہیں

چاہیے۔“ آنسوؤں اور سسکیوں کے درمیان وہ بہ مشکل

بول پائی۔

”کیا ہوا ہے ثانیہ، رو کیوں رہی ہو؟“ اس کے آنسو

دیکھ کر اپنی ساری تکلیف بھولتے ہوئے دانیال نے نرمی

سے پوچھا۔

”تم۔۔۔ طلاق۔۔۔ سنہ۔۔۔ نہیں چاہیے۔“

وہ آنسوؤں اور سسکیوں کے درمیان ایک بار پھر بولی۔

”تمہاری ہی فرمائش تھی یار۔“ دانیال نے شکوہ کیا۔

”نہ۔۔۔ سنہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ چاہیے۔“ وہ سکی۔

”اچھا۔۔۔ نہیں دوں گا۔ سب چپ کر جاؤ پلیز۔“

نرمی سے اسے ساتھ لگاتے ہوئے دانیال نے یقین

دلایا۔

”ہراس کریں۔۔۔ ہراس۔۔۔ کبھی نہیں دیں گے

اور یہ جسے کال کر رہے تھے اسے بھی منع کریں بلکہ ابھی

کریں میرے سامنے۔“ اس کا فون اٹھا کر اسے پکڑاتے

ہوئے ثانیہ نے کہا۔

”کچھ نہیں کروں گا ثانیہ ریٹکس پلیز۔“ اسے دونوں

ہاتھوں سے تھامتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور پھر جگ

سے پانی کا گلاس بھر کے اسے تھمایا۔

”اب اگر ایک بھی آنسو تمہاری آنکھ سے نکلا ناں تو

اچھا نہیں ہوگا۔“ وہ جھکی سے بولا تو ثانیہ نے دونوں ہاتھوں

سے آنسو صاف کیے۔

”شباب اور اب بتاؤ مجھے یہ کیا ہو گیا تمہیں اچانک

سے۔“ دانیال نرمی سے بولا۔

”آئی ایم سوری، مجھے معاف کر دیں پلیز، میں نے

آپ کے ساتھ بہت بدتمیزی کی۔“ دونوں ہاتھ اس کے

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز راہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM